Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 04, **Issue** 03, July - September 2025, **PP**: 01-16
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

حلال وحرام جانور کے اختلاط سے پیدا ہونے والے جانور سے متعلق فقہی مباحث اور معاصر مسائل: فقہ حنفی کے تناظر میں

Juristic Discourses and Modern Issues Concerning the Offspring of Crossbreeding between Ḥalāl and Ḥarām Animals: A Study in the Light of Ḥanafī Fiqh

1. **Dr. Ghazi Abdul Rehman Qasimi**
gaqasimi@bzu.edu.pk
Assistant Professor,
Institute of Islamic Studies,
Bahauddin Zakariya University, Multan.

2. **Dr. Razia Shabana**
raziashabana@bzu.edu.pk
Associate Professor,
Institute of Islamic Studies,
Bahauddin Zakariya University, Multan.

How to Cite: Dr. Ghazi Abdul Rehman Qasimi and Dr. Razia Shabana. 2025: "Juristic Discourses and Modern Issues Concerning the Offspring of Crossbreeding between Ḥalāl and Ḥarām Animals: A Study in the Light of Ḥanafī Fiqh". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 4 (03): 01-16.

Article History:

Received:	**Accepted**:	**Published**:
15-07-2025	15-08-2025	25-08-2025

Copyright: **©The Authors**

Licensing: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

DRJI, Advanced Sciences Index, Advanced Science Index, CiteFactor, Asian Research Index, SCI, EuroPub, Google Scholar, اردو جرائد اشاریہ, تحقیقات تحقیقاتی اشاریہ, ADL Asian Digital Library

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

حلال و حرام جانور کے اختلاط سے پیدا ہونے والے جانور سے متعلق فقہی مباحث اور معاصر مسائل: فقہ حنفی کے تناظر میں

Juristic Discourses and Modern Issues Concerning the Offspring of Crossbreeding between Ḥalāl and Ḥarām Animals: A Study in the Light of Ḥanafī Fiqh

1. **Dr. Ghazi Abdul Rehman Qasimi**
   Assistant Professor, Institute of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan.
   gaqasimi@bzu.edu.pk

2. **Dr. Razia Shabana**
   Associate Professor, Institute of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan.
   raziashabana@bzu.edu.pk

Abstract

This study explores the important juristic question of determining the permissibility (*ḥalāl*) or prohibition (*ḥarām*) of animals within the framework of *Ḥanafī* jurisprudence. According to the *Ḥanafī* school, if two permissible animals interbreed, their offspring is unanimously considered *ḥalāl*, and if two impermissible animals interbreed, their offspring is unanimously considered *ḥarām*. However, when a permissible (*mākūl al-laḥm*) and an impermissible (*ghayr mākūl al-laḥm*) animal interbreed, juristic differences arise. Some jurists hold that if the offspring resembles the impermissible parent, it should be deemed *ḥarām*, while another opinion states that such an offspring is categorically prohibited, since the principle is that when *ḥalāl* and ḥarām are combined, prohibition prevails. Nevertheless, the majority of *Ḥanafī* jurists maintain that the decisive factor is the mother; hence, if the mother is *ḥalāl*, the offspring is also considered *ḥalāl*, even if the father is *ḥarām*. This article examines these foundational principles exclusively from the *Ḥanafī* perspective and applies them to contemporary issues such as genetic engineering, crossbreeding, and lab-grown meat. The discussion demonstrates how classical jurisprudential principles continue to provide guidance in modern scientific contexts, underlining the need for further academic engagement with these emerging challenges.

Keywords: *Ḥanafī Fiqh, Ḥalāl, Ḥarām, Hybrid Animals, Crossbreeding, Genetic Engineering.*

تمہید

یہ مسئلہ فقہی اعتبار سے نہایت اہمیت رکھتا ہے کہ کسی جانور کی حلت و حرمت اس کے نسب یا پیدائش کے لحاظ سے کس طرح متعین کی جائے۔ فقہاءِ احناف کے نزدیک اگر دو حلال جانوروں کے ملاپ سے بچہ پیدا ہو تو وہ بالاتفاق حلال ہو گا اور اگر دو حرام جانوروں کے ملاپ سے پیدا ہو تو وہ بالاتفاق حرام ہو گا۔ البتہ اگر ایک جانور ماکول اللحم (حلال) ہو اور دوسرا غیر ماکول اللحم (حرام)، اور ان دونوں کے ملاپ سے بچہ پیدا ہو جائے تو اس کی حلت و حرمت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ احناف کے ہاں ایک رائے یہ ہے کہ اگر بچہ کی شکل و صورت حرام جانور سے زیادہ مشابہ ہو تو وہ حرام شمار ہو گا۔ دوسری رائے کے مطابق ایسا جانور مطلقاً حرام ہو گا، کیونکہ جب حلال اور حرام جمع ہوں تو اصول کے طور پر حرمت کو غلبہ دیا جاتا ہے۔ تاہم جمہور احناف کے نزدیک اصل اعتبار ماں کا ہے۔ چنانچہ اگر ماں حلال ہے تو بچہ بھی حلال ہو گا، خواہ باپ حرام ہی کیوں نہ ہو۔ زیرِ نظر مقالہ میں اسی اصولی بنیاد کو سامنے رکھتے ہوئے احناف کے موقف پر تفصیل سے روشنی ڈالی جا رہی ہے اور جدید عصری مسائل اور معاصر تناظر میں اس کے اطلاق کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ تمہیدی گفتگو اس حقیقت کو بھی واضح کرتی ہے کہ یہ مسئلہ صرف فقہی جزئیات تک محدود نہیں بلکہ اصولِ فقہ اور قواعدِ حلت و حرمت سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ موجودہ

دور میں جب جینیاتی اختلاط، کراس بریڈنگ اور جانوروں کی مختلف انواع کے ملاپ کے نئے نئے تجربات سامنے آ رہے ہیں تو اس موضوع پر مزید علمی و تحقیقی بحث کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اس لیے یہ جاننا نہایت اہم ہے کہ فقہاءِ احناف نے کن اصول کو بنیاد بنایا اور ان سے کیا نتائج اخذ کیے، تاکہ ان ہی اصول کی روشنی میں معاصر مسائل کو بہتر طور پر سمجھا اور حل کیا جا سکے۔

احناف کا موقف

احناف کے نزدیک اگر کسی ماکول اللحم (یعنی ایسا جانور جس کا گوشت کھانا شرعاً جائز ہے) اور غیر ماکول اللحم (یعنی جس کا گوشت کھانا جائز نہیں) جانور کے ملاپ سے کوئی بچہ پیدا ہو تو اس کی حلت و حرمت کے تعین میں بنیادی طور پر ماں کا اعتبار کیا جائے گا۔ ان کے نزدیک بچے کی شرعی حیثیت میں اصل "تبعیت" ماں کی طرف ہی ہوتی ہے، چاہے باپ حلال ہو یا حرام، فیصلہ کن حیثیت ماں کی ہو گی۔ اسی بنا پر اگر ماں حلال ہے تو بچہ بھی حلال شمار ہو گا، اور اگر ماں غیر ماکول اللحم یعنی حرام ہے تو بچہ بھی حرام قرار پائے گا۔ یہ اصول احناف کے فقہی منہج میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان ہوا ہے اور اسی کو بنیاد بنا کر حلال و حرام کے اختلاط سے پیدا ہونے والے جانور کے بارے میں فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ احناف کے نزدیک نسب اور تبعیت کے احکام میں ماں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ امام ابو بکر الجصاص الرازیؒ (م-370ھ) لکھتے ہیں:

الولد تابعا لأمه دون أبيه۔[1]

بچہ ماں کے تابع ہوتا ہے نہ کہ باپ کے۔

امام السرخسیؒ (م-483ھ) لکھتے ہیں:

الولد جزء من الأم، وحكمه حكمها في الحل والحرمة۔[2]

بچہ ماں کا ایک حصہ ہوتا ہے، اور حلت و حرمت میں اس کا حکم ماں ہی کا حکم ہوتا ہے۔

امام علاء الدین الکاسانیؒ (م-587ھ) لکھتے ہیں:

أن حكم الولد حكم أمه في الحل والحرمة دون الفحل۔[3]

کسی جانور کے بچے کی حلت و حرمت کا حکم ماں کے مطابق ہوتا ہے، باپ کے اعتبار سے نہیں۔

علامہ مرغینانیؒ (م-593ھ) لکھتے ہیں:

والمولود بين الأهلي والوحشي يتبع الأم لأنها هي الأصل في التبعية حتى إذا نزا الذئب على الشاة يضحى بالولد۔[4]

پالتو اور وحشی گدھوں کے ملاپ سے پیدا ہونے والا بچہ ماں کے تابع ہو گا کیونکہ تبعیت میں ماں اصل ہے حتی کہ اگر بھیڑیا، بھیڑ کے ساتھ ملاپ کرے اور ان سے بچہ پیدا ہو تو اس بچے کی قربانی جائز ہے۔

امام الزیلعیؒ (م-743ھ) لکھتے ہیں:

لأن المعتبر في الحل والحرمة الأم فيما تولد من مأكول و غير مأكول۔[5]

کیونکہ ماکول (جس کا گوشت کھایا جاتا ہے) اور غیر ماکول (جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا) کے ملاپ سے پیدا ہونے والے جانور کی حلت و حرمت کے معاملے میں ماں کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

ایک اور جگہ امام الزیلعیؒ لکھتے ہیں:

وكذلك يعتبر جانب الأم في البهائم أيضا حتى إذا توالد بين الوحشي والأهلي أو بين المأكول وغير

المأكول يؤكل إذا كانت أمه مأكولة۔[6]

اسی طرح چوپایوں میں بھی ماں کی حیثیت کا اعتبار کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اگر وحشی اور پالتو یا ماکول اللحم اور غیر ماکول اللحم جانور کا ملاپ ہو، تو وہ اس صورت میں کھایا جائے گا جب اس کی ماں ماکول اللحم ہو۔

علامہ عینیؒ (م-852ھ) لکھتے ہیں:

الولد قد يتبع الأم في الحل والحرمة۔[7]

بچہ، حلت و حرمت میں ماں کے تابع ہوتا ہے۔

یہی رائے بعد کے جمہور حنفی فقہاء کی ہے۔ علامہ شامیؒ (م-1252ھ) بھی اسی موقف کے حامل نظر آتے ہیں وہ لکھتے ہیں:

لأن المعتبر في الحل والحرمة الأم فيما تولد من مأكول وغير مأكول۔[8]

حلت اور حرمت میں ماں کا اعتبار ہوتا ہے، جب کسی چیز کی پیدائش کسی حلال یا حرام جانور سے ہوئی ہو۔

الغرض فقہاء احناف کی تصریحات کے مطابق کسی جانور کے بچے کی حلت و حرمت کا معیار اس کی ماں ہوتی ہے، باپ کے اعتبار سے حکم نہیں لگایا جاتا۔ اگر پالتو اور وحشی یا ماکول اللحم اور غیر ماکول اللحم جانور کا ملاپ ہو تو پیدا ہونے والے بچے کے بارے میں فیصلہ ماں کی نوعیت کے مطابق کیا جاتا ہے۔ اس بنا پر اگر ماں حلال جانور ہو تو بچہ بھی حلال شمار ہو گا، خواہ باپ حرام جانور ہی کیوں نہ ہو۔ یہ قاعدہ قربانی اور دیگر احکام میں بھی بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

احناف کا استدلال

احناف کی دلیل یہ ہے کہ بچہ حقیقت میں ماں ہی سے جدا ہوتا ہے اور وہ ایک زندہ، قائم بالذات جاندار ہوتا ہے جس پر تمام شرعی احکام کا نفاذ ہوتا ہے۔ دوسری جانب باپ کی طرف سے صرف ایک معمولی نطفہ منتقل ہوتا ہے جس کی نہ کوئی مستقل حیثیت ہے اور نہ ہی اس پر شرعی احکام لاگو ہوتے ہیں۔ یہی اصول غلامی اور آزادی کے مسائل میں بھی نظر آتا ہے کہ بچہ اپنی ماں کی حالت پر تابع ہوتا ہے۔ البتہ انسانی معاشرت میں بچے کو باپ کی طرف اس کی عزت، نسب کے تحفظ اور ضائع ہونے سے بچانے کے لیے منسوب کیا جاتا ہے، وگرنہ اصل اصول یہی ہے کہ نسبت ماں ہی کی طرف ہو۔ اس اصولی قاعدے کی بنیاد پر احناف جانوروں کی حلت و حرمت اور قربانی کے جواز میں بھی ماں کی حیثیت کو فیصلہ کن قرار دیتے ہیں۔ علامہ علاء الدین الکاسانیؒ (م-587ھ) لکھتے ہیں:

لأن الأصل في الولد الأم؛ لأنه ينفصل عن الأم وهو حيوان متقوم تتعلق به الأحكام وليس ينفصل من الأب إلا ماء مهين لاحظر له ولايتعلق به حكم ولهذا يتبع الولد الأم في الرق والحرية، إلا أنه يضاف إلى الأب في بني آدم تشريفا للولد وصيانة له عن الضياع وإلا فالأصل أن يكون مضافا إلى الأم۔[9]

کیونکہ اصول یہ ہے کہ بچے کی نسبت ماں کی طرف کی جاتی ہے، کیونکہ بچہ ماں سے ہی جدا ہوتا ہے اور وہ زندہ جاندار ہوتا ہے جس پر احکام لاگو ہوتے ہیں، جبکہ باپ کی طرف سے صرف معمولی سا نطفہ آتا ہے جس کی کوئی حیثیت نہیں اور نہ ہی اس پر کوئی حکم مرتب ہوتا ہے۔ اسی لیے غلامی اور آزادی کے احکام میں بھی بچہ ماں کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ البتہ انسانوں میں بچے کو باپ کی طرف اس کی عزت اور ضائع ہونے سے بچانے کے لیے منسوب کیا جاتا ہے، ورنہ اصل میں نسبت ماں کی طرف ہی ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا مسئلہ میں اگرچہ عام طور پر احناف کے نزدیک ماں کا اعتبار کیا جاتا ہے، لیکن ہدایہ کی ایک عبارت بظاہر اس اصول

سے مختلف دکھائی دیتی ہے۔ علامہ مرغینانی لکھتے ہیں:

والبغل من نسل الحمار فيكون بمنزلته۔[10]

اور خچر گدھے کی نسل میں سے ہے لہٰذا اسی کے حکم میں ہو گا۔

فخر الدین الحسن بن منصور المعروف قاضی خان(م-592ھ) کا موقف بھی یہی ہے۔ ابن نجیم المصریؒ(م-970ھ) لکھتے ہیں:

وقال قاضي خان: والأصح أنه لا فرق بينهما ولما ثبت الحكم في الحمار ثبت في البغل؛ لأنه من نسله فيكون بمنزلته۔[11]

قاضی خان نے کہا: صحیح بات یہ ہے کہ گدھے اور گدھی کے لعاب میں کوئی فرق نہیں، اور جب گدھے کے بارے میں ایک حکم ثابت ہو گیا تو خچر کے بارے میں بھی وہی حکم ہو گا، کیونکہ خچر گدھے کی نسل سے ہے، لہٰذا اس کا درجہ بھی وہی ہے۔

اس عبارت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ بعض صورتوں میں باپ کا اعتبار کیا گیا ہے۔ امام الزیلعیؒ(م-743ھ) نے جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ اس وقت تو ظاہر ہے جب خچر کی ماں گدھی ہو، کیونکہ حکم میں ماں کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر ماں گھوڑی ہو تو اس میں اشکال ہے، کیونکہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ اعتبار ماں کا ہوتا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر بھیڑیا بھیڑ کے ساتھ ملاپ کرے اور وہ بھیڑیا پیدا کرے تو اس کا گوشت کھانا جائز ہے اور وہ قربانی میں بھی درست ہے؟ تو اسی اصول کے مطابق اس خچر کا گوشت دونوں اماموں (امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ) کے نزدیک حلال ہونا چاہیے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک ماں کے اعتبار سے اس کا لعاب بھی پاک ہونا چاہیے۔ اور کتاب الغایۃ میں ہے کہ اگر گدھا گھوڑی (رمکہ) سے اختلاط کرے تو امام محمدؒ(م-189ھ) کے نزدیک اس سے پیدا ہونے والے خچر کا گوشت مکروہ نہیں، اور اس بنا پر اس کے لعاب کو مشکوک نہیں کہا جائے گا۔[12]

صاحب ہدایہ کے قول کی ایک یہ توجیہ بھی پیش کی گئی ہے کہ ممکن ہے انہوں نے یہاں خاص طور پر امام صاحبؒ کے مسلک کو ذکر کیا ہو، خصوصاً اس صورت میں جب خچر کا باپ گدھا اور ماں گھوڑی ہو۔ ایسے موقع پر احتیاط کے تقاضے کے تحت اباحت پر حرمت کو ترجیح دیتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا گیا۔ اس سے مجموعی طور پر یہی واضح ہوتا ہے کہ فقہی تحقیق اور عملی فتاویٰ میں جانور کی حلت و حرمت کے باب میں اصل اعتبار ماں کو ہی حاصل ہے۔ علامہ شامیؒ(م-1252ھ) اس پر مفصل روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

(قوله أمه حمارة) قال في القاموس: الحمارة بالهاء الأتان فافهم، وهذا القيد صرح به غير واحد منهم السروجي في شرح الهداية.قال: إذا نزا الحمار على الرمكة أي الفرس لا يكره لحم البغل المتولد بينهما، فعلى هذا لا يصير سؤره مشكوكا فيه. اهـ والمراد لا يكره لحمه عندهما إلحاقا له بالفرس، وعنده يكره كالفرس، إلا أن سؤره لا يكون مشكوكا اتفاقا كما هو الصحيح في سؤر الفرس، وكذا البغل الذي أمه بقرة يحل لحمه اتفاقا ولا يكون سؤره مشكوكا لكن ينافي هذا قول صاحب الهداية والبغل من نسل الحمار فيكون بمنزلته، فإنه لا يعيد اعتبار الأب إلا أن الأصل في الحيوانات الإلحاق بالأم كما صرحوا به في غير موضع شرح المنية ونحوه في النهر.قال في الحلية: قلت: ويمكن أن يقال ما في الهداية مخرج على مذهب الإمام خاصة فيما إذا كان أبوه حمارا وأمه فرسا، تغليبا لجانب التحريم على الإباحة احتياطا (قوله فطاهر) الأولى قول ابن ملك عن الغاية فطهور؛ لأن الولد يتبع الأم.[13]

قاموس میں ہے کہ الحمارۃ سے مراد مادہ گدھا (اتان) ہے، اس وضاحت کو متعدد علما نے بیان کیا ہے، جن میں

سروجی نے شرح ہدایہ میں بھی ذکر کیا ہے۔ سروجی لکھتے ہیں: اگر گدھا گھوڑی پر حمل کرے تو ان دونوں کے ملاپ سے پیدا ہونے والے خچر کے گوشت کو مکروہ نہیں سمجھا جائے گا، اور اس بنیاد پر اس کا لعاب (سؤر) بھی مشکوک شمار نہیں ہو گا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک خچر کا گوشت حلال ہے کیونکہ اس کا الحاق گھوڑی کی طرف کیا گیا ہے، جبکہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ مکروہ ہے، بالکل گھوڑے کے گوشت کی طرح۔ تاہم، خچر کے لعاب کے معاملے میں اتفاق ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں، جیسا کہ گھوڑے کے لعاب کے بارے میں بھی یہی صحیح قول ہے۔ اسی طرح، اگر خچر کی ماں گائے ہو تو اس کا گوشت سب کے نزدیک حلال ہے اور اس کے لعاب میں بھی کوئی اشکال نہیں۔ لیکن اس تفصیل کے باوجود ہدایہ کی یہ عبارت کہ خچر گدھے کی نسل سے ہے، اس لیے وہ گدھے کے حکم میں ہو گا گویا باپ کی حیثیت کا اعتبار کر رہی ہے، جبکہ اصولی طور پر فقہاء نے متعدد مقامات پر صراحت کی ہے کہ حیوانات کے احکام میں اصل الحاق ماں کے ساتھ ہوتا ہے، جیسا کہ شرح المنیہ اور النہر وغیرہ میں بیان ہوا ہے۔ حلیہ میں کہا گیا ہے کہ ممکن ہے ہدایہ کی یہ عبارت صرف امام ابو حنیفہ کے مخصوص مسلک کے مطابق ہو، خصوصاً اس صورت میں جب خچر کا باپ گدھا اور ماں گھوڑی ہو، تو احتیاطاً حلت پر حرمت کو غالب رکھا گیا ہو۔ ابن ملک نے کہا: پس وہ بالکل پاک ہے، کیونکہ اصول یہی ہے کہ بچہ ماں کے تابع ہوتا ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ بعض فقہاء نے پھر خچر کے "لعاب" کو مشکوک کیوں قرار دیا؟ علامہ ابن نجیم مصریؒ (م-970ھ) اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

ويمكن الجواب عن الإشكال بأن البغل لما كان متولدا من الحمار والفرس فصار سؤره كسؤر فرس اختلط بسؤر الحمار فصار مشكوكا ذكره في معراج الدراية وغيره۔[14]

اس اشکال کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ چونکہ خچر گدھے اور گھوڑی دونوں سے پیدا ہوتا ہے، اس لیے اس کا لعاب ایسا شمار ہو گا جیسے گھوڑی کے لعاب میں گدھے کا لعاب مل گیا ہو، اور اس اختلاط کی وجہ سے اس کے حکم میں شبہ پیدا ہو گیا۔ یہ بات **معراج الدراية** اور دیگر کتب میں بھی ذکر کی گئی ہے۔

امام معین الدین الہروی المعروف منلا مسکینؒ (م-954ھ) نے اس بارے میں ایک شرط کا اضافہ کیا ہے کہ ماں کا اعتبار اس وقت ہو گا جب بچہ کی واضح مشابہت "نر" کے ساتھ نہ ہو۔ علامہ ابن نجیم المصریؒ (م-970ھ) لکھتے ہیں:

وذكر مسكين في شرح الكتاب سؤالا فقال: فإن قلت أين ذهب قولك الولد يتبع الأم في الحل والحرمة قلت ذلك إذا لم يغلب شبهه بالأب أما إذا غلب شبهه فلا اهـ[15]

مسکین نے شرح الکتاب میں ایک سوال پیش کیا کہ: اگر تم سے پوچھا جائے کہ تمہارا یہ اصول کہاں گیا کہ بچہ اپنی ماں کے تابع ہوتا ہے، چاہے وہ حلت ہو یا حرمت؟ تو جواب یہ ہے کہ یہ حکم اسی وقت ہے جب بچے میں باپ کی مشابہت غالب نہ ہو، لیکن اگر باپ کی مشابہت غالب ہو تو پھر معاملہ مختلف ہو جائے گا۔

سوال و جواب کا پس منظر یہ ہے کہ فقہاء احناف نے پہلے یہ اصول بیان کیا کہ بچہ حلت و حرمت میں ماں کا تابع ہوتا ہے، یعنی اگر ماں حلال جانور ہے تو بچہ بھی حلال ہو گا اور اگر ماں حرام ہے تو بچہ بھی حرام ہو گا۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ اصول طے شدہ ہے تو بعض صورتوں میں اس کے خلاف فیصلہ کیوں کیا جاتا ہے؟ مثلاً گھوڑی اور گدھے سے پیدا ہونے والے خچر کے جھوٹے کو آپ مشکوک یا مکروہ کیوں قرار دیتے ہیں؟ کیا اس صورت میں ماں کے اعتبار کا اصول ختم ہو گیا ہے؟ ملا مسکین نے اس اشکال کا جواب دیتے

ہوئے کہا کہ بچہ ماں کا تابع ہونے کا اصول اس وقت لاگو ہوتا ہے جب اس میں باپ کی مشابہت غالب نہ ہو، لیکن اگر بچے میں باپ کی شکل و صورت اور خصوصیات غالب آجائیں تو پھر ماں کے اعتبار کا اصول نافذ نہیں ہوتا، بلکہ حکم باپ کی غالب مشابہت کے مطابق دیا جاتا ہے۔

مشہور حنفی فقیہ امام ابن نجیمؒ (م-970ھ) نے قاعدہ "إذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام" کہ جب حلال اور حرام جمع ہوں تو حرمت کو غلبہ دیا جائے گا، کے تحت لکھتے ہیں:

ومنها من أحد أبويه مأكول، والآخر غير مأكول لا يحل أكله على الأصح.فإذا نزا كلب على شاة فولدت لا يؤكل الولد۔[16]

اسی قاعدے کی ایک مثال ہے کہ اگر کسی جانور کے والدین میں سے ایک حلال اور دوسرا حرام ہو تو اصح قول کے مطابق اس کا گوشت کھانا ناجائز ہے، مثلاً اگر کتے نے بکری پر جفتی کی اور وہ بچہ جنے تو وہ بچہ نہیں کھایا جائے گا۔

فقہائے احناف میں جمہور کا موقف یہ ہے کہ بچے کے حکم میں ماں کا اعتبار کیا جائے، لہٰذا اگر ماں حلال ہے تو بچہ بھی حلال ہو گا۔ ملا مسکین نے اس اصول میں "عدم مشابہت" کی شرط لگائی کہ یہ قاعدہ صرف اس وقت لاگو ہو گا جب بچے میں باپ کی مشابہت غالب نہ ہو، اور اگر باپ کی مشابہت غالب ہو تو حکم بدل جائے گا۔ امام ابن نجیمؒ نے قاعدہ "اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام" کے تحت کہا کہ اگر والدین میں ایک حلال اور دوسرا حرام ہو تو بچہ حرام ہو گا۔

اس مقام پر انہوں نے حرام والے قول کو "اصح" قرار دیا ہے تاہم "کنز الدقائق" کی شرح میں ان کا موقف اس کے برعکس ہے اور یہ اصول بیان کیا ہے "کہ جانوروں میں ماں کا ہی اعتبار ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی بچہ وحشی اور پالتو یا حلال اور حرام جانور کے ملاپ سے پیدا ہو تو اسے کھایا جا سکتا ہے جب اس کی ماں حلال ہو، اور اگر ماں قربانی کے قابل ہو تو اس بچے کی قربانی بھی جائز ہو گی۔" اس سے واضح ہوتا ہے کہ اس مقام پر انہوں نے بچے کے حکم میں حرمت کو غالب رکھنے کے بجائے ماں کے اعتبار کو اصل قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

وكذا يعتبر جانب الأم في البهائم أيضا حتى إذا تولد بين الوحشي والأهلي أو بين المأكول وغير المأكول يؤكل إذا كانت أمه مأكولة وتجوز الأضحية به إذا كانت أمه يجوز التضحية۔[17]

اسی طرح چوپایوں میں بھی ماں ہی کا اعتبار کیا جاتا ہے، اس لیے اگر کوئی بچہ وحشی اور پالتو یا حلال اور حرام جانور کے ملاپ سے پیدا ہو تو وہ اسی صورت میں کھانے کے لائق ہو گا جب اس کی ماں حلال ہو، اور اگر ماں قربانی کے قابل ہے تو اس کی قربانی بھی جائز ہو گی۔

ملا مسکین کی عدم مشابہت اور علامہ ابن نجیم کے عدم حلت کے موقف کی تردید

اہل علم نے ملا مسکین کے اس اصول کی تردید کی ہے جس میں انہوں نے بچے کے حکم کو ماں کے تابع رکھنے کے لیے "عدم مشابہت" کی شرط لگائی تھی، اور اسی طرح علامہ ابن نجیمؒ کے اس موقف کو بھی رد کیا ہے جس میں انہوں نے حلال اور حرام جانور کے ملاپ سے پیدا ہونے والے بچے پر عدم حلت کا حکم لگایا تھا۔ محققین کے نزدیک ماں کے اعتبار کا قاعدہ ہی اصل ہے، اور مشابہت یا والد کے حکم کو بنیاد بنانا جمہور احناف کے موقف کے خلاف ہے۔ شیخ سراج الدین ابن نجیم (م-1005ھ) منلا مسکین کے قول "عدم مشابہت" کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

واقول لو صح ما قاله مسكين لحرم اكل الذئب الذي ولدته الشاة لغلبة شبه الاب وقد مر انه حلال وما في المعراج بعد ان الاعتبار للام ممنوع۔[18]

اور میں کہتا ہوں، اگر مسکین کی یہ بات درست مان لی جائے تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس بھیڑیے کا گوشت بھی

حرام ہونا چاہیے جو بھیڑ کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو، کیونکہ اس میں باپ (بھیڑیا) کی مشابہت غالب ہے، حالانکہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ وہ حلال ہے۔ اور معراج میں جو اس کے بعد یہ کہا گیا ہے، کہ اعتبار ماں کا ہونا درست نہیں، یہ بات قبول نہیں۔

شیخ سراج الدین ابن نجیم نے ملا مسکین کے "عدمِ مشابہت" والے اصول کو رد کرتے ہوئے نہایت واضح استدلال پیش کیا کہ اگر یہ اصول مان لیا جائے تو لازم آئے گا کہ وہ بھیڑیا، جو بھیڑ سے پیدا ہوا ہو، صرف باپ کی مشابہت غالب ہونے کی وجہ سے حرام قرار پائے، حالانکہ اکابرین فقہاء احناف کے نزدیک وہ حلال ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ماں کے اعتبار کا اصول بنیادی ہے اور اس سے انحراف درست نہیں۔ علامہ الحصکفیؒ (م-1088ھ) نے ملا مسکین اور علامہ ابن نجیم دونوں کے موقف (عدم مشابہت، عدم حلت) کی تردید کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

ولا عبرة بغلبة الشبه لتصريحهم بحل أكل ذئب ولدته شاة اعتبارا للأم، وجواز الأكل يستلزم طهارة السؤر كما لا يخفى وما نقله المصنف عن الأشباه من تصحيح عدم الحل قال شيخنا: إنه غريب۔[19]

اور مشابہت کے غالب ہونے کا کوئی اعتبار نہیں، کیونکہ فقہاء نے صاف طور پر یہ بیان کیا ہے کہ اگر بھیڑیا کسی بکری سے پیدا ہو تو ماں کے اعتبار سے اس کا گوشت کھانا جائز ہے، اور گوشت کے جائز ہونے سے لازماً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس کا جھوٹا بھی پاک ہوگا، جیسا کہ ظاہر ہے۔ اور مصنف (علامہ محمد بن عبداللہ تمرتاشیؒ) نے الأشباہ سے جو عدم حلت کا قول نقل کیا ہے، ہمارے شیخ نے فرمایا کہ یہ قول عجیب (غیر معروف) ہے۔

علامہ شامیؒ (م-1252ھ) لکھتے ہیں:

(قوله ولا عبرة بغلبة الشبه) رد على ما قاله مسكين من أن التبعية للأم محلها ما إذا لم يغلب شبهه بالأب (قوله لتصريحهم إلخ) صرح في الهداية وغيرها في الأضحية بجواز الأضحية به حيث قال: والمولود بين الأهل والوحشي يتبع الأم؛ لأنها الأصل في التبعية، حتى إذا نزا الذئب على الشاة يضحى بالولد. اهـ تأمل--- (قوله عن الأشباه) صوابه عن الفوائد التاجية ط، وكذا نقله في الأشباه عنها في قاعدة: إذا اجتمع الحلال والحرام (قوله عدم الحل) أي عدم حل أكل ذئب ولدته شاة (قوله قال شيخنا) يريد الرملي عند الإطلاق ط (قوله إنه غريب) أي لمخالفته المشهور في كلامهم من إطلاق أن العبرة للأم۔[20]

یہ قول ملا مسکین کے اس موقف کی تردید ہے کہ ماں کا اعتبار صرف اسی وقت ہوگا جب بچے میں باپ کی مشابہت غالب نہ ہو۔ فقہاء نے **الہدایة** اور دیگر کتب میں قربانی کے باب میں واضح لکھا ہے کہ پالتو اور جنگلی جانور کے ملاپ سے پیدا ہونے والا بچہ ماں کے تابع ہوتا ہے، کیونکہ تابع ہونے میں ماں ہی اصل ہے، حتیٰ کہ اگر بھیڑیا بھیڑ پر جفتی کرے تو اس سے پیدا ہونے والے بچے کی قربانی جائز ہے۔ اس مسئلے کا درست ماخذ الفوائد التاجیة ہے، جسے الأشباہ میں قاعدہ جب حلال اور حرام جمع ہوں تو... کے تحت نقل کیا گیا ہے۔ عدمِ حل سے مراد یہ ہے کہ اس بھیڑیے کا گوشت حلال نہ ہو جو بھیڑ سے پیدا ہوا ہو۔ ہمارے شیخ، امام رملی نے اس بات کو عجیب قرار دیا، کیونکہ یہ ان کے مشہور اور متفقہ فقہی اصول کے خلاف ہے کہ اعتبار ہمیشہ ماں کا ہوتا ہے۔

اس عبارت کا مفہوم نکات کی شکل میں درج ذیل ہے:

- علامہ حصکفیؒ نے ملا مسکین کے موقف کی تردید کی ہے انہوں نے کہا تھا کہ ماں کی طرف نسبت اسی وقت ہوگی جب بچے میں باپ کی مشابہت غالب نہ ہو۔ اس پر رد کرتے ہوئے کہا گیا کہ مشابہت کے غالب ہونے کا کوئی اعتبار نہیں۔
- ہدایہ اور دیگر فقہی کتب میں قربانی کے باب میں صاف لکھا ہے گھریلو اور جنگلی جانور کے ملاپ سے پیدا ہونے والا بچہ ماں کے تابع ہوگا، کیونکہ اصل اعتبار ماں ہی کا ہے۔ حتیٰ کہ اگر بھیڑیا بکری پر جفتی کرے اور بچہ پیدا ہو تو اس بچے کی قربانی کی جاسکتی ہے اس پر غور کرنا چاہیے۔
- علامہ تمر تاشی (م-1004ھ) نے امام ابن نجیمؒ کی "الاشباء والنظائر" سے جو عدم حلت کا قول نقل کیا ہے کہ بھیڑیا بکری سے بچہ پیدا کرے تو اس کا گوشت کھانا جائز نہیں۔ اس پر علامہ حصکفیؒ کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ خیر الدین رملیؒ (م-1081ھ) نے کہا کہ یہ موقف فقہاء کے مشہور قول کے خلاف ہے فقہاء کے ہاں مشہور قول یہ ہے کہ بچے کے حکم میں چاہے باپ حلال ہو یا حرام، ماں کا اعتبار ہوتا ہے۔

الغرض، فقہی اصول کے مطابق اگر مختلف النوع جانوروں کے ملاپ سے بچہ پیدا ہو تو اس کی حلت و حرمت کے تعین میں اصل اعتبار ماں کی حیثیت کو حاصل ہے۔ اس سلسلے میں بچے کی جسمانی یا طبعی مشابہت خواہ باپ کی طرف زیادہ کیوں نہ ہو، اس کا کوئی اثر نہیں۔ احناف نے اصولِ نسبت اور تبعیت میں ماں کو بنیاد بنایا اور اسی پر عملی فتوے مرتب کیے گئے ہیں۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ احکامِ شرع میں نسب اور حلت و حرمت کے تعین میں مشابہت کے غلبہ کو کوئی حیثیت نہیں، بلکہ اعتبار ماں کی شرعی حیثیت کا ہی ہوگا۔

مخلوط شکل والے جانور کا حکم

فقہی مباحث میں یہ سوال نہایت نازک ہے کہ اگر دو مختلف النوع جانور آپس میں جفتی کریں اور اس سے کوئی عجیب الخلقت یا مخلوط الخلقت بچہ پیدا ہو تو اس کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟ کیا اس میں حلال اور حرام حصوں کو الگ کر کے استعمال کیا جاسکتا ہے یا پورا جانور ہی حرام شمار ہوگا؟ فقہائے کرام نے اس سلسلے میں نہایت باریک بینی سے اصول مرتب کیے ہیں۔ خصوصاً فقہاءِ حنفیہ نے اس مسئلہ پر تفصیلی کلام کیا ہے کہ اگر کتا، بکری سے جفتی کرے اور اس سے ایسا بچہ پیدا ہو جس کا سر کتے کا اور باقی جسم بکری کے مشابہ ہو تو اس کی حلت و حرمت کس طرح متعین کی جائے؟ اس کی آزمائش کے مختلف طریقے ذکر ہوئے ہیں: سب سے پہلے اس کے سامنے چارہ اور گوشت رکھا جائے۔ اگر وہ صرف چارہ کھائے اور گوشت نہ کھائے تو ذبح کرنے کے بعد اس کا سر کاٹ کر پھینک دیا جائے اور باقی جسم کھایا جاسکتا ہے، لیکن اگر وہ صرف گوشت کھائے تو وہ کتا ہے اور بالکل نہیں کھایا جائے گا۔ اگر دونوں چیزیں کھائے تو مزید امتحان کیا جائے، چنانچہ اسے مارا جائے۔ اگر اس سے کتے کی طرح بھونکنے کی آواز نکلے تو نہیں کھایا جائے گا اور اگر بکری کی طرح ممیائے تو ذبح کر کے سر الگ کر دیا جائے اور باقی گوشت استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اگر بھونکے بھی اور ممیائے بھی تو پھر پانی پیش کیا جائے۔ اگر زبان ڈال کر چاٹنے کی طرح پئے تو وہ کتا ہے اور اس کا کھانا جائز نہیں۔ اگر منہ سے پیے تو بکری ہے اور اس کا گوشت سر کے علاوہ کھایا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد اگر معاملہ مزید مشتبہ ہو تو ذبح کرنے کے بعد اندرونی اعضاء دیکھے جائیں۔ اگر اس کے پیٹ سے بکری کی طرح "کرش" (اوجھڑی) نکلے تو وہ بکری شمار ہوگی اور سر کے علاوہ باقی گوشت کھایا جاسکتا ہے، لیکن اگر صرف آنتیں نکلیں اور کرش نہ ہو تو وہ کتا قرار پائے گا اور اس کا کھانا حرام ہوگا۔[21]

اس سے معلوم ہوا کہ ایسے متولد جانور میں اصل فیصلہ ماں کے اعتبار سے تو ہوتا ہی ہے، لیکن جب شکل و صورت اور عادات مشتبہ ہو جائیں تو کھانے پینے کی عادت، آواز اور پیٹ کی بناوٹ کو ترتیب وار دیکھا جاتا ہے، اور انہی علامات سے حلت و حرمت کا حکم لگایا جاتا ہے اور اگر پہلی ہی علامت فیصلہ کن ہو تو اگلی علامات کی طرف رجوع نہیں کیا جائے گا علامہ شامیؒ (م-1252ھ) لکھتے ہیں:

أن اعتبار هذه الأمور على هذا الترتيب فبعد وضوح علامة الأكل لا يعتبر الصياح مطلقا، وبعد وضوح علامة الصياح لا يعتبر ما في الجوف مطلقا، وعليه فإذا أكل لحما وثغا أو ظهر له كرش لا يؤكل، وإذا أكل تبنا ونبح أو ظهر له أمعاء يؤكل تأمل۔[22]

ان علامات کو اسی ترتیب سے معتبر مانا جائے گا؛ چنانچہ جب کھانے کی عادت سے معاملہ واضح ہو جائے تو پھر آواز کی کوئی حیثیت نہیں رہتی، اور جب آواز سے حکم متعین ہو جائے تو پھر پیٹ کے اندر کیا ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ لہٰذا اگر وہ گوشت کھائے اور بکری کی طرح ممیائے، یا اس کے اندر اوجھڑی نکل آئے، تب بھی وہ حلال نہ ہوگا۔ اور اگر وہ بھوسہ کھائے اور کتے کی طرح بھونکے، یا اس کے اندر صرف آنتیں پائی جائیں، تو وہ کھانے کے قابل شمار ہوگا۔ غور و تدبر کیجیے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ فقہاءِ احناف نے متولد جانور کی حلت و حرمت کے تعین کے لیے نہ صرف اصولی قاعدہ (ماں کا اعتبار) بیان کیا بلکہ مشتبہ صورتوں کے لیے علامات کی ترتیب بھی متعین کی ہے، تاکہ فیصلہ قطعی اور غیر مبہم ہو۔ یہی اصول جدید مسائل پر بھی اطلاق کی مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے۔

معاصر تناظر میں اطلاقی پہلو

آج کے دور میں سائنس اور بائیو ٹیکنالوجی کی حیرت انگیز ترقی کے نتیجے میں ایسے کئی تجربات سامنے آئے ہیں جن میں مختلف النوع جانوروں اور پرندوں کا ملاپ کیا جاتا ہے، یا جینیاتی ترمیم کے ذریعے نئی نسلیں پیدا کی جاتی ہیں۔ بعض صورتوں میں یہ تجربات محض سائنسی تحقیق اور طبی مقاصد کے لیے کیے جاتے ہیں، جبکہ بعض اوقات ان کا مقصد زیادہ پیداوار ی صلاحیت حاصل کرنا، گوشت یا دودھ کی مقدار میں اضافہ کرنا، یا ایسے جانور پیدا کرنا ہوتا ہے جو ماحول کے مطابق زیادہ بہتر طور پر زندہ رہ سکیں۔ اسی طرح جدید لیبارٹریوں میں جین ایڈیٹنگ اور کلوننگ جیسے تجربات نے ایسے سوالات کو جنم دیا ہے جن کا براہِ راست تعلق فقہی اصولوں اور شریعت کے ضوابط سے ہے۔ فقہانے قدیم دور میں بھی مختلف النوع جانوروں کے ملاپ اور ان کی اولاد کے احکام پر بحث کی تھی، مگر آج کے سائنسی تناظر میں ان اصولوں کو از سرِ نو پرکھنے اور ان پر روشنی ڈالنے کی ضرورت پیش آتی ہے تاکہ جدید مسائل کا حل اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سامنے آسکے۔ ان صورتوں پر فقہی اصول کس طرح منطبق ہوتے ہیں، اس کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

سپرم بینک اور مصنوعی حمل (Artificial Insemination)

جدید سائنسی تحقیقات نے جانوروں کی افزائشِ نسل میں نئی راہیں کھول دی ہیں جن میں سپرم بینک اور مصنوعی حمل (Artificial Insemination) اہم حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر کسی حلال جانور (مثلاً گائے یا بکری) کے نطفے کو سائنسی طریقے سے محفوظ کر کے دوسرے حلال جانور کی مادہ میں داخل کیا جائے، تو فقہی اصولِ احناف کے مطابق ولادت پانے والا بچہ ماں کی نسبت سے حلال شمار ہوگا۔ اس سے قطع نظر کہ اس بچے کی جسمانی ساخت یا ظاہری شکل و شباہت کس حد تک باپ کی طرف زیادہ مائل ہو، اس کا حکم ماں کے اعتبار سے ہی متعین ہوگا۔ یہ اصول جانوروں کی نسل کشی کے جدید سائنسی طریقوں کے فقہی تجزیے میں ایک بنیادی رہنمائی فراہم کرتا ہے اور اس کے ذریعے نئی پیش آنے والی عملی صورتوں میں شرعی نقطۂ نظر متعین کیا جا سکتا ہے۔

اِن وِٹرو فرٹیلائزیشن (IVF) اور ایمبریو ٹرانسفر

جدید بائیو ٹیکنالوجی میں اِن وِٹرو فرٹیلائزیشن (IVF) اور ایمبریو ٹرانسفر کی تکنیک عام ہے، جس کے تحت کسی جانور کی بیضہ

دانی سے انڈہ حاصل کر کے اسے لیبارٹری میں مخصوص طریقے سے بارآور کیا جاتا اور پھر کسی دوسرے مادہ جانور کے رحم میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ اس طریقہ تولید سے پیدا شدہ بچے کی حلت و حرمت کا مدار بھی اصولی طور پر ماں ہی پر ہو گا، یعنی وہ جانور جس کے بطن سے ولادت ہوئی۔ بچے کی شکل و صورت یا جسمانی صفات خواہ جس طرف مائل ہوں، شرعاً حکم کا انحصار اس پر ہے کہ وہ کس جانور کے رحم سے وجود میں آیا۔ یہ اصول جدید تولیدی طرق کے بارے فقہی رہنمائی فراہم کرتا اور ان صورتوں میں شرعی حکم کو واضح کرتا ہے۔

مختلف النوع جانوروں کا ملاپ (Crossbreeding)

جدید سائنسی تجربات میں جانوروں کے ملاپ کے ذریعے نئی نسلیں پیدا کرنے کے عمل کو "کراس بریڈنگ" کہا جاتا ہے۔ اگر کسی حلال مادہ جانور (مثلاً گائے) کو کسی غیر حلال نر جانور (مثلاً گدھا یا خنزیر) کے نطفے سے بارآور کیا جائے تو فقہی اصول کے مطابق پیدا ہونے والا بچہ ماں کی نسبت سے حلال شمار ہو گا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ شرعی اعتبار سے ولادت کا تعلق ماں سے قائم کیا جاتا ہے، لہٰذا جب ماں حلال ہے تو اس کے اثرِ حلت کو ہی غالب مانا جائے گا، چاہے باپ غیر حلال جانور کیوں نہ ہو۔ اس اصول کی روشنی میں مختلف النوع جانوروں کے ملاپ کے نتیجے میں پیدا ہونے والی نسلوں کے بارے میں شرعی حکم واضح ہو جاتا ہے۔

کلوننگ (Cloning)

جدید حیاتیاتی سائنس میں کلوننگ ایک اہم عمل ہے جس میں کسی جانور کے جینیاتی مادہ (Genetic Material) کو استعمال کرتے ہوئے اس کی مشابہہ نئی نسل تیار کی جاتی ہے۔ اگر کلوننگ کا عمل کسی حلال مادہ جانور پر کیا جائے اور اسی کے جینیاتی مادہ سے نئی تخلیق وجود میں آئے، تو فقہی اصول کے مطابق وہ جانور بھی حلال شمار ہو گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اصل اعتبار ماں کی نوعیت اور جنس کو حاصل ہے، لہٰذا جب ماں حلال ہے تو اس کی بنیاد پر پیدا ہونے والی کلون شدہ نسل بھی حلال ہی ہو گی۔ اس طرح کلوننگ جیسے جدید ترین سائنسی تجربات میں بھی حلت و حرمت کے تعین کے لیے وہی اصول کارفرما رہتا ہے جو فقہا نے قدیم زمانے میں مختلف النوع جانوروں کی نسل کے بارے میں بیان فرمایا تھا۔

جینیاتی ترمیم (Genetic Modification)

سائنسی دنیا میں جینیاتی ترمیم ایک نہایت اہم اور تیزی سے ترقی پانے والا میدان ہے جس کے ذریعے کسی جاندار کے اندر دوسرے جاندار کے جین شامل کر کے اس کی صلاحیتوں میں اضافہ یا تبدیلی کی جاتی ہے۔ اگر کسی حلال مادہ جانور میں کسی غیر حلال جانور کا ایسا جین داخل کیا جائے جو اس کی اصل نوعیت اور بنیادی ساخت کو تبدیل نہ کرے، بلکہ محض کسی اضافی فائدے (مثلاً زیادہ دودھ دینے یا بیماریوں سے محفوظ رکھنے) کے لیے ہو، تو فقہی اصول کے مطابق وہ جانور بدستور حلال شمار ہو گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شرعی حکم میں اصل اعتبار جانور کی نوعیت اور اس کے بنیادی اوصاف کو حاصل ہے، نہ کہ محض جزوی یا ضمنی تبدیلیوں کو۔ اس طرح جینیاتی ترمیم کے تجربات میں بھی حلت و حرمت کا معیار واضح رہتا ہے۔

گوشت کی لیبارٹری بریڈنگ (Lab-grown Meat)

جدید سائنس نے خوراک کی صنعت میں ایک انقلابی قدم کے طور پر لیبارٹری میں تیار ہونے والے گوشت (Lab-grown Meat) کی ٹیکنالوجی متعارف کرائی ہے۔ اس میں کسی جانور کے خلیے (Cells) لے کر انہیں مصنوعی ماحول میں بڑھایا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ گوشت کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اگر یہ خلیے کسی حلال جانور سے لیے گئے ہوں اور ان کی پرورش و افزائش کے دوران کوئی

ناپاک یا حرام جزو استعمال نہ کیا گیا ہو، تو فقہی اعتبار سے ایسا گوشت کھانے کے قابل اور حلال شمار ہو گا۔ لیکن اگر خنزیر یا کسی غیر ذبیحہ جانور سے خلیہ لیا گیا ہو تو وہ بالاتفاق حرام ہی شمار ہو گا، خواہ اس کی تیاری کتنے ہی سائنسی یا صاف ستھرے انداز میں کیوں نہ کی گئی ہو۔ اس اصول سے واضح ہوتا ہے کہ جدید بایو ٹیکنالوجی کی اس ایجاد کے بارے میں بھی شرعی حکم کا مدار بنیادی ماخذ اور استعمال شدہ اجزاء پر ہی ہے۔

مخلوط نسل کی خوراک کے لیے پیداوار (Hybrid Food Production)

خوراک کی صنعت میں جدید سائنسی ترقی نے جانوروں اور پرندوں کی افزائش کے نئے طریقے متعارف کروائے ہیں، جن میں مختلف نسلوں کے ملاپ (Hybridization) کے ذریعے زیادہ گوشت یا انڈے دینے والی نسلیں تیار کی جاتی ہیں۔ اس عمل کا بنیادی مقصد زیادہ پیداوار، کم وقت میں وزن بڑھانا، اور مارکیٹ کی ضروریات پوری کرنا ہوتا ہے۔ فقہی اصول کی روشنی میں ایسی مخلوط نسل کے جانور یا پرندے کی حلت و حرمت کا فیصلہ ماں کے اعتبار سے کیا جائے گا، کیونکہ شرعی حکم میں اصل نسبت ماں ہی کو دی جاتی ہے۔ لہٰذا اگر ماں حلال ہے تو بچہ بھی حلال ہو گا، خواہ اس کی جسمانی ساخت یا مشابہت باپ کی طرف زیادہ نمایاں کیوں نہ ہو۔ اس طرح یہ اصول جدید ہائبرڈ فوڈ پروڈکشن کی صنعت میں بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

مخلوط شکل والے جانور (Mixed Form Animals)

آج کی دنیا میں بائیوٹیکنالوجی، جینیاتی انجینئرنگ (Genetic Engineering) اور کراس بریڈنگ (Cross-Breeding) کے ذریعے جانوروں اور پرندوں کی نئی نسلیں وجود میں آرہی ہیں، جن میں مختلف النوع خصوصیات جمع ہو جاتی ہیں۔ ان سائنسی تجربات کے نتیجے میں بعض اوقات ایسے جانور یا پرندے پیدا ہوتے ہیں جن کی صورت و شکل یا جسمانی ساخت میں دو مختلف النوع جانوروں کی مشابہت پائی جاتی ہے۔ فقہی اصول اس حوالے سے یہ بنیادی رہنمائی فراہم کرتے ہیں کہ ان کا حکم صرف ظاہری مشابہت کی بنیاد پر متعین نہیں کیا جائے گا، بلکہ اس کے لیے تفصیلی علامات کو سامنے رکھنا ہو گا۔

ان علامات میں سب سے پہلے ماں کا اعتبار ہے، کیونکہ شریعت میں اصل نسبت ماں ہی کو دی جاتی ہے۔ اگر ماں حلال ہے تو بچہ بھی اصولاً حلال ہو گا۔ لیکن اگر صورت حال یہ ہو کہ اس جانور کا منہ حرام جانور (مثلاً کتے) کے مشابہ ہے اور باقی جسم حلال جانور (مثلاً بکری) کی مشابہت رکھتا ہے، تو پھر فیصلہ صرف مشابہت سے نہیں کیا جائے گا، بلکہ فقہاء کرام نے جو علامات بیان کی ہیں، ان کی روشنی میں حکم لگایا جائے گا؛ سب سے پہلے اس کے سامنے گھاس اور گوشت دونوں رکھے جائیں؛ اگر وہ صرف گھاس کھائے تو بکری شمار ہو گا اور صرف گوشت کھائے تو "کتا" قرار پائے گا۔ اگر دونوں کھائے تو اس کی آواز دیکھی جائے؛ ممیانے پر بکری اور بھونکنے پر کتا مانا جائے گا۔ اگر دونوں آوازیں نکالے تو پھر پانی سے امتحان کیا جائے؛ منہ سے پئے تو بکری اور زبان ڈال کر چاٹنے کی صورت میں کتا ہو گا۔ اس کے بعد بھی معاملہ مشتبہ رہے تو ذبح کے بعد اندرونی اعضاء دیکھے جائیں؛ اگر اوجھڑی (کرش) نکلے تو بکری اور اگر صرف آنتیں ہوں تو کتا شمار کیا جائے گا۔ انہی علامات سے اس کی حلت و حرمت کا فیصلہ متعین ہو گا۔ یہ فقہی ترتیب اور اصولی بنیاد آج کے جدید سائنسی تجربات پر بھی منطبق کی جا سکتی ہے۔ یہی رہنما اصول ہمیں Genetic Modification، Hybrid Food Production اور دیگر جدید مسائل میں واضح راہ دکھاتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ شریعت کے قواعد کس طرح نئے پیش آنے والے معاملات پر منطبق ہوتے ہیں۔

فوڈ انڈسٹری اور حلال سرٹیفکیشن (Food Industry & Halal Certification)

خوراک کی صنعت میں گوشت، دودھ اور دیگر حیوانی اجزاء جیسے چربی، جیلاٹن (gelatin)، ہڈیوں کا سفوف (bone

(powder) اور انزائمز وغیرہ کی حلت و حرمت جانچنے کے لیے سب سے بنیادی اصول یہ ہے کہ ان کا اصل ماخذ (source mother) کیا ہے۔ اگر ماں حلال جانور ہے، جیسے گائے، بکری یا اونٹ، تو اس کے پیدا کردہ اجزاء شرعاً حلال شمار ہوں گے، چاہے اس کے والد یا ملاوٹ میں کسی غیر حلال عنصر کی شمولیت کیوں نہ ہو۔ لیکن اگر ماں حرام جانور ہے، مثلاً خنزیر یا کتا، تو اس سے پیدا ہونے والے بچے یا اس کے by-products (چربی، جیلاٹن، انزائمز وغیرہ) بہر صورت حرام ہوں گے، خواہ وہ کسی حد تک حلال جانور سے مشابہت رکھتے ہوں۔ اس اصول کی روشنی میں Halal Certification Authorities کے لیے معیار یہ ہے کہ وہ ہر پروڈکٹ کے اصل ماخذ (source mother) کی درست شناخت کریں اور اسی بنیاد پر حلت و حرمت کا فیصلہ کریں۔

الغرض احناف کے نزدیک مشابہت یا جسمانی علامت اصل فیصلہ کن معیار نہیں ہے۔ ماں کی حیثیت (حلت یا حرمت) ہمیشہ فیصلہ کن عنصر ہے۔ اس اصول کو سامنے رکھ کر جدید سائنس کی تمام بریڈنگ اور افزائشی ٹیکنالوجیز پر حکم لگایا جا سکتا ہے۔ احناف کا اصول آج کے جدید سائنسی تناظر میں بھی بالکل کارآمد ہے۔ چاہے معاملہ سپرم فریزنگ کا ہو، ایمبریو ٹرانسفر کا، یا جینیاتی انجینئرنگ کا حلت و حرمت میں ماں کی اصل حیثیت کو معیار بنایا جائے گا۔

نتائج تحقیق

- تمام فقہاء احناف اس بات پر متفق ہیں کہ اگر دو حلال جانوروں کے ملاپ سے بچہ پیدا ہو تو وہ بالاتفاق حلال اور اگر دو حرام جانوروں کے ملاپ سے بچہ پیدا ہو تو وہ بالاتفاق حرام ہو گا۔ اختلاف صرف اس صورت میں ہے جب ایک حلال اور ایک حرام جانور کا ملاپ ہو۔
- فقہائے احناف کے نزدیک جانور کے بچے کی حلت و حرمت کے تعین میں بنیادی اصول یہ ہے کہ اس کا اعتبار ماں سے کیا جائے، باپ سے نہیں۔ اگر ماں حلال ہے تو بچہ بھی حلال اور اگر ماں حرام ہے تو بچہ بھی حرام ہو گا۔ یہ قاعدہ امام ابو بکر جصاص رازیؒ، امام سرخسیؒ، امام کاسانیؒ، علامہ مرغینانیؒ، امام زیلعیؒ اور امام عینیؒ سمیت بعد میں آنے والے فقہاء احناف نے واضح طور پر بیان کیا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ بچہ حقیقت میں ماں سے جدا ہو کر ایک مکمل جاندار بنتا ہے جس پر شرعی احکام لاگو ہوتے ہیں، جبکہ باپ سے صرف نطفہ منتقل ہوتا ہے جس کی شرعی حیثیت نہیں، اور یہی اصول غلامی اور آزادی کے مسائل میں بھی نظر آتا ہے۔ البتہ بعض فروعی مسائل میں امام ابو حنیفہ اور صاحبین کا اختلاف پایا جاتا ہے، جیسے اگر خچر کی ماں گھوڑی ہو تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کا گوشت مکروہ اور صاحبینؒ کے نزدیک حلال ہے، جبکہ اگر ماں گدھی یا غیر ماکول اللحم ہو تو سب کے نزدیک حرام ہے۔ ملا مسکین نے اس اصول میں شرط عائد کی کہ ماں کے اعتبار کا اصول صرف اس وقت لاگو ہو گا جب بچے میں باپ کی مشابہت غالب نہ ہو، بصورت دیگر حکم باپ کے مطابق ہو گا۔ امام ابن نجیم نے ایک مقام پر قاعدہ "اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام" کے تحت کہا "کہ اگر والدین میں ایک حلال اور دوسرا حرام ہو تو بچہ حرام ہو گا، جیسے کتا اور بکری کے ملاپ سے پیدا ہونے والا بچہ۔" تاہم، انہوں نے اپنی دوسری کتاب میں اس کے برعکس ماں کے اعتبار کا اصول بھی اختیار کیا۔ محققین احناف نے منلا مسکین اور ابن نجیم دونوں کے ان اقوال پر تنقید کی، چنانچہ شیخ سراج الدین ابن نجیم (م 1005ھ) نے کہا "کہ اگر مشابہت کا اصول مان لیا جائے تو بھیڑ کے پیٹ سے پیدا ہونے والا بھیڑیا حرام ہونا چاہیے، حالانکہ وہ فقہاء کے نزدیک حلال ہے۔" علامہ حصکفی نے واضح کیا کہ منلا مسکین کی شرط "عدم مشابہت" کا کوئی اعتبار نہیں، کیونکہ فقہاء کی تصریحات ماں کے اعتبار پر ہیں اور حلت سے طہارت بھی ثابت ہوتی ہے، اسی طرح انہوں نے علامہ ابن نجیمؒ کے "عدم

حلت" کے قول کو "غریب" اور مشہور فقہی اصول کے خلاف قرار دیا۔

سفارشات

زیرِ نظر تحقیق کے نتائج کی روشنی میں آئندہ محققین کے لیے چند سفارشات پیش کی جاتی ہیں، جن پر مزید علمی و تحقیقی کام کی ضرورت ہے تا کہ فقہ حنفی کے اصول کو جدید سائنسی اور عملی تناظر میں زیادہ مؤثر طریقے سے سمجھا اور پیش کیا جاسکے:

- **فقہ و سائنس کا تقابلی مطالعہ:** مستقبل کے محققین کے لیے ضروری ہے کہ وہ جدید حیوانی سائنس اور فقہ حنفی کا تقابلی مطالعہ کریں، تا کہ جینیاتی انجینئرنگ، کلوننگ اور کراس بریڈنگ جیسے نئے مسائل پر شرعی اصولوں کو سائنسی حقائق کی روشنی میں مزید وضاحت اور مضبوطی کے ساتھ پیش کیا جاسکے۔
- **ماں کا اعتبار اور جینیاتی اثرات:** فقہ حنفی میں جانور کی حلت و حرمت کے تعین میں ماں کو اصل بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ آئندہ تحقیق میں اس اصول کو ڈی این اے اور جدید جینیاتی سائنس کے نتائج کے ساتھ ملا کر جانچا جانا چاہیے کہ ماں یا باپ میں سے کس کا جینیاتی اثر کس حد تک غالب ہوتا ہے اور یہ غلبہ شرعی حکم پر کس طرح اثر انداز ہو سکتا ہے۔ اس طرح فقہی اصول اور سائنسی تحقیقات کے باہمی تقابل سے زیادہ جامع اور مدلل نتائج اخذ کیے جاسکیں گے۔
- **فقہی متون اور اکیڈمک تجزیہ:** کتب احناف میں بیان کردہ اصول و علامات کا جدید تناظر میں منظم تجزیہ کیا جانا چاہیے تا کہ اختلافی اقوال اور ان کے عملی اثرات واضح ہو سکیں۔ اس مقصد کے لیے بالخصوص، فتاویٰ شامی، فتاویٰ عالمگیری (فتاویٰ ہندیہ) اور احناف کی دیگر معتبر کتب کا گہرا مطالعہ کیا جائے، تا کہ قدیم نصوص سے رہنمائی لے کر معاصر مسائل پر ایک مضبوط اور مستند فقہی موقف مرتب کیا جاسکے۔
- **میدانی تحقیق:** دیہی و شہری معاشرت میں جانوروں کے ملاپ اور نسلوں کے امتزاج کے مسائل پر عملی فیلڈ اسٹڈی کی جانی چاہیے تا کہ یہ واضح ہو سکے کہ یہ صورتیں حقیقت میں کس حد تک پیش آتی ہیں اور ان کے کیا سماجی و معاشی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس طرح نظری مباحث کے ساتھ ساتھ عملی مشاہدات بھی تحقیق کا حصہ بن سکیں گے۔
- **معاصر مسائل پر اطلاق:** فقہ حنفی کے اصول کو جدید حیوانی اور سائنسی تجربات جیسے Hybrid Food Production، Genetic Modification اور Lab-grown Meat پر عملی طور پر منطبق کیا جانا چاہیے، تا کہ ان ابھرتے ہوئے مسائل میں شرعی رہنمائی فراہم کی جاسکے اور حلال و حرام کی حدود زیادہ واضح طور پر سامنے آسکیں۔
- **فقہِ حنفی کے اصول کی تطبیق و تدوینِ نو:** فقہِ حنفی کے اصول اپنی اصل میں کامل اور مستند ہیں، تاہم جدید حیوانی تجربات، جینیاتی ترمیم اور کراس بریڈنگ جیسے نئے مسائل کے پیش نظر ان اصولوں کو از سر نو مرتب اور واضح انداز میں پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ اس تدوینِ نو کا مقصد اصول میں تبدیلی نہیں بلکہ ان کی تطبیق اور تشریح ہے تا کہ وہ معاصر مسائل کے حل میں زیادہ مؤثر اور رہنمائی فراہم کرنے والے بن سکیں۔ اس طرح یہ اصول نہ صرف علمی و تحقیقی سطح پر کارآمد ہوں گے بلکہ Halal Certification Authorities اور قانون سازی کے اداروں کے لیے بھی ایک مضبوط فریم ورک فراہم کریں گے۔

حوالہ جات وحواشی

1 الجصاص الرازی، احمد بن علی، ابو بکر، **احکام القرآن**،(بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1415ھ)، 3/239۔

2 السرخسی، محمد بن احمد، **المبسوط**،(بیروت: دار المعرفۃ، 1414ھ)، 11/234۔

3 الکاسانی، ابو بکر بن مسعود، علاء الدین، **بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع**،(بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1406ھ)، 5/69۔

4 المرغینانی، علی بن ابی بکر، برہان الدین، **الھدایہ فی شرح بدایۃ المبتدی**،(بیروت: داراحیاء التراث العربی، سن ندارد)، 4/359۔

5 الزیلعی، عثمان فخر الدین، **تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق**،(قاہرۃ: المطبعۃ الکبری الامیریہ، 1313ھ)، 5/295۔

6 ایضاً، 3/72۔

7 العینی، بدرالدین، محمود بن احمد، **البنایہ شرح الھدایہ**،(بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1420ھ)، 11/594۔

8 شامی، ابن عابدین، محمد امین، **ردالمحتار علی الدر المختار**،(بیروت: دار الفکر، 1412ھ)، 6/305۔

9 الکاسانی، **بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع**، 5/69۔

10 المرغینانی، **الھدایہ فی شرح بدایۃ المبتدی**، 1/26۔

11 ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، **البحرالرائق شرح کنزالدقائق**،(بیروت: دار الکتاب الاسلامی، سن ندارد)، 1/141۔

12 وأما البغل فهو من نسل الحمار فيكون بمنزلته هكذا.قالوا فيه وهذا إذا كانت أمه أتانا فظاهر؛ لأن الأم هي المعتبرة في الحكم، وإن كانت فرسا ففيه إشكال لما ذكرنا أن العبرة للأم ألا ترى أن الذئب لو نزا على شاة فولدت ذئبا حل أكله ويجزي في الأضحية فكان ينبغي أن يكون مأكولا عندهما وطاهرا عند أبي حنيفة اعتبارا للأم، وفي الغاية إذا نزا الحمار على الرمكة لا يكره لحم البغل المتولد منهما عن محمد فعلى هذا لا يصير سؤره مشكوكا فيه۔ الزیلعی، **تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق**، 34/1؛

قوله: والحمار والبغل مشكوك) أي سؤرهما مشكوك فيه هذه عبارة أكثر مشايخنا---- وقال قاضي خان: والأصح أنه لا فرق بينهما ولما ثبت الحكم في الحمار ثبت في البغل؛ لأنه من نسله فيكون بمنزلته قال الزيلعي هذا إذا كانت أمه أتانا فظاهر؛ لأن الأم هي المعتبرة في الحكم، وإن كانت فرسا ففيه إشكال لما ذكرنا أن العبرة للأم ألا ترى أن الذئب لو نزا على شاة فولدت ذئبا حل أكله ويجزئ في الأضحية فكان ينبغي أن يكون مأكولا عندهما وطاهرا عند أبي حنيفة اعتبار للأم، وفي الغاية إذا نزا الحمار على الرمكة لا يكره لحم البغل المتولد منهما عند محمد فعلى هذا لا يصير سؤره مشكوكا. اهـ ابن نجیم، **البحرالرائق شرح کنزالدقائق**، 142/1۔

13 ابن عابدین شامی، **ردالمحتار علی الدر المختار**، 1/225۔

14 ابن نجیم، **البحرالرائق شرح کنزالدقائق**، 1/142۔

15 ایضاً۔

16 ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، **الاشباہ والنظائر**،(بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1419ھ)، ص93۔

17 ابن نجیم، **البحرالرائق شرح کنزالدقائق**، 4/251۔

18 سراج الدین عمر بن ابراہیم، **النھر الفائق شرح کنزالدقائق**،(بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1422ھ)، 1/96۔

19 الحصکفی، علاء الدین محمد بن علی، **الدر المختار شرح تنویرا لابصار و جامع البحار**،(بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1423ھ)، ص36۔

20 ابن عابدین شامی، **ردالمحتار علی الدر المختار**، 1/225۔

21 (مسألة) الكلب إذا نزا على معزة فولدت ولدا رأسه مثل رأس الكلب وما سوى ذلك الأعضاء يشبه المعز فإنه يقدم إليه اللحم، والعلف فإن تناول اللحم دون العلف لم يؤكل لأنه كلب وإن تناول العلف دون اللحم يرمى بالرأس ويؤكل ما سواه فإن تناولهما جميعا يضرب فإن نبح لا يؤكل وإن نعر يرمى بالرأس بعد الذبح ويؤكل ما سواه وإن نبح ونعر يقرب إليه الماء فإن ولغ فهو كلب لا يؤكل وإن شرب يرمى بالرأس ويؤكل ما سواه وقيل: إن خرج منه الكرش يؤكل ما سوى الرأس

وإن خرج منه الأمعاء لا يؤكل۔ الحداد،ابو بكر بن على ،**الجوهرة النيرة على مختصر القدورى**،(قاهرة : المطبعة الخيرية،1322ھ)،185/2؛

شاة ولدت ولدا بصورة الكلب فأشكل أمره، فإن صاح مثل الكلب لا يؤكل، وإن صاح مثل الشاة يؤكل، وإن صاح مثلهما يوضع الماء بين يديه إن شرب باللسان لا يؤكل؛ لأنه كلب، وإن شرب بالفم يؤكل؛ لأنه شاة، وإن شرب بهما جميعا يوضع التبن واللحم قبله إن أكل التبن يؤكل؛ لأنه شاة، وإن أكل اللحم لا يؤكل، وإن أكلهما جميعا يذبح إن خرج الأمعاء لا يؤكل، وإن خرج الكرش يؤكل،كذافي جواهر الأخلاطي)۔لجنة علماء برئاسة نظام الدين البلخى،**الفتاوى الهندية المعروف فتاوى عالمگيرى**،(دمشق:دارالفكر 1310ھ) ،290/5؛

وإن ينز كلب فوق عنز فجاءها نتاج له رأس ككلب فينظر۔ فإن أكلت لحما فكلب جميعها وإن أكلت تبنا فذا الرأس يبتر۔ ويؤكل باقيها وإن أكلت لذاوذا فاضربنها والصياح يخبر۔ وإن أشكلت فاذبح فإن كرشها بدافعنز وإلا فهو كلب فيطمر۔ الحصكفى ،**الدر المختار** ،ص643۔

[22] *ابن عابدین شامی*،**رد المحتا رعلى الدر المختار**،6/311۔

References:

1. al-Jaṣṣāṣ al-Rāzī, Aḥmad ibn ʿAlī Abū Bakr, Aḥkām al-Qur’ān (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1415 AH), 3/239.
2. al-Sarakhsī, Muḥammad ibn Aḥmad, al-Mabsūṭ (Beirut: Dār al-Maʿrifah, 1414 AH), 11/234.
3. al-Kāsānī, Abū Bakr ibn Masʿūd ʿAlā’ al-Dīn, Badā’iʿ al-Ṣanā’iʿ fī Tartīb al-Sharā’iʿ (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1406 AH), 5/69.
4. al-Marghīnānī, ʿAlī ibn Abī Bakr Burhān al-Dīn, al-Hidāyah fī Sharḥ Bidāyat al-Mubtadī (Beirut: Dār Iḥyā’ al-Turāth al-ʿArabī, n.d.), 4/359.
5. al-Zaylaʿī, ʿUthmān Fakhr al-Dīn, Tabyīn al-Ḥaqā’iq Sharḥ Kanz al-Daqā’iq (Cairo: al-Maṭbaʿah al-Kubrā al-Amīriyyah, 1313 AH), 5/295.
6. Ibid, 3/72.
7. al-ʿAynī, Badr al-Dīn Maḥmūd ibn Aḥmad, al-Bināyah Sharḥ al-Hidāyah (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1420 AH), 11/594.
8. al-Shāmī, Ibn ʿĀbidīn Muḥammad Amīn, Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār (Beirut: Dār al-Fikr, 1412 AH), 6/305.
9. al-Kāsānī, Badā’iʿ al-Ṣanā’iʿ fī Tartīb al-Sharā’iʿ, 5/69.
10. al-Marghīnānī, al-Hidāyah fī Sharḥ Bidāyat al-Mubtadī, 1/26.
11. Ibn Nujaym, Zayn al-Dīn ibn Ibrāhīm, al-Baḥr al-Rā’iq Sharḥ Kanz al-Daqā’iq (Beirut: Dār al-Kitāb al-Islāmī, n.d.), 1/141.
12. Ibn Nujaym, Zayn al-Dīn ibn Ibrāhīm, al-Baḥr al-Rā’iq Sharḥ Kanz al-Daqā’iq (Beirut: Dār al-Kitāb al-Islāmī, n.d.), 1/142.
13. Ibn ʿĀbidīn al-Shāmī, Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār, 1/225.
14. Ibn Nujaym, al-Baḥr al-Rā’iq Sharḥ Kanz al-Daqā’iq, 1/142.
15. Ibid.
16. Ibn Nujaym, Zayn al-Dīn ibn Ibrāhīm, al-Ashbāh wa-al-Naẓā’ir (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1419 AH), 93.
17. Ibn Nujaym, al-Baḥr al-Rā’iq Sharḥ Kanz al-Daqā’iq, 4/251.
18. Sirāj al-Dīn ʿUmar ibn Ibrāhīm, al-Nahr al-Fā’iq Sharḥ Kanz al-Daqā’iq (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1422 AH), 1/96.
19. al-Ḥaṣkafī, ʿAlā’ al-Dīn Muḥammad ibn ʿAlī, al-Durr al-Mukhtār Sharḥ Tanwīr al-Abṣār wa-Jāmiʿ al-Biḥār (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1423 AH), 36.
20. Ibn ʿĀbidīn al-Shāmī, Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār, 1/225.
21. Lajnat ʿUlamā’ bi-Riʾāsat Niẓām al-Dīn al-Balkhī, al-Fatāwā al-Hindiyyah al-Maʿrūfah Fatāwā ʿĀlamgīrī (Damascus: Dār al-Fikr, 1310 AH), 5/290.
22. Ibn ʿĀbidīn al-Shāmī, Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār, 6/311.